الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ
إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
قَالُوٓا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا،
وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا،
فَمَنْ جَآءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ
فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ
إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِكَ
أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾

ترجمہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے کسی کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو، ان کی یہ حالت اس لئے ہوگی کہ وہ (دنیا میں) کہا کرتے تھے کہ کاروبار بھی تو سود کے مثل ہے (اگر کاروبار جائز ہے تو سود جائز کیوں نہیں، لیکن ان کا یہ کہنا صحیح نہیں اس لئے کہ) کاروبار کو اللہ نے جائز کیا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے (لہذا اب اس سلسلہ میں عقل سے فیصلہ نہیں ہوسکتا) تو (اب) جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور وہ باز آگیا تو جو اس نے پہلے لے لیا ہے وہ اس کا ہے۔ (اے لوگو) سود کا حکم اللہ ہی کی طرف (لوٹتا) ہے۔ لیکن جس نے (حرام ہونے کے بعد) پھر سود لینا شروع کر دیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷۵)

معانی ومصادر (یَاْکُلُوْنَ) اَکَلَ، یَاْکُلُ، اَکْلٌ ومَاْکَلٌ (ن) کھانا۔
(اَلرِّبٰوا) رَبَا، یَرْبُوْ، رِبَاءٌ ورُبُوٌّ (ن) بڑھنا، پھلنا پھولنا (رِبٰوا = زیادتی، سود)۔
(یَتَخَبَّطُ) تَخَبَّطَ، یَتَخَبَّطُ، تَخَبُّطٌ (باب تفعل) شدید ضرب لگانا، روندنا، شیطان کا اذیت کے ساتھ چھونا۔
(مَسَّ) مَسَّ، یَمُسُّ، مَسٌّ ومَسِیْسٌ (ن وف) چھونا، پہنچنا، اذیت پہنچانا (مَسٌّ = جنون)۔
(سَلَفَ) سَلَفَ، یَسْلُفُ، سَلَفٌ وسُلُوْفٌ (ن) گذر جانا، پہلے ہونا۔
(اِنْتَہٰی) اِنْتَہٰی، یَنْتَہِیْ، اِنْتِہَاءٌ (باب افتعال) نہایت کو پہنچنا، رُک جانا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اس سلسلہ کے دوسرے مسائل کو بیان فرمایا، اللہ تعالےٰ کا منشاء یہ تھا کہ مستحقین پر خرچ کرتے رہو، ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے رہو، ان پر احسان کرو، لیکن احسان نہ جتاؤ، ان کو مال دو لیکن مال دے کر تکلیف نہ پہنچاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے سود کا ذکر فرمایا، سود احسان کی ضد ہے، سودی لین دین میں دوسرے پر رحم کرنے کے بجائے ظلم ہوتا ہے اور غریب وضرورت مند کی مجبوری سے بے جا فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالےٰ کو سود سخت ناپسند ہے لہذا اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے سود کو مطلقاً حرام کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) (لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ) اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان (یعنی جن) نے چھو کر یا لپٹ کر مخبوط الحواس یا دیوانہ بنا دیا ہو، وہ جب میدان محشر میں کھڑے ہوں گے تو اُن کی کیفیت بالکل ایک آسیب زدہ انسان کی سی ہوگی، وہ ایک قسم کی تکلیف میں حیران ومدہوش ہوں گے، ان کی حالت ان کے لئے نہ صرف تکلیف کا باعث ہوگی بلکہ رُسوا کن بھی ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، جنّات کے تکلیف پہنچانے کو

اصطلاحاً آسیب کہا جاتا ہے، آسیب کے وجود کا عقیدہ محض وہم نہیں بلکہ حقیقت ہے، جنّات انسانوں کو مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں مثلاً:۔

(۱) خبطی بنا دینا،
(۲) حیران کر دینا،
(۳) کسی مرض میں مبتلاء کرنا اور تکلیف پہنچانا،
(۴) کاہلی میں مبتلاء کرنا،
(۵) بھلا دینا،
(۶) بُرے خواب دکھانا،
(۷) دلوں میں وسوسہ ڈال کر ایمان و اعمال کو خراب کرنا۔

خبطی بنانا خبطی بنانے کے سلسلہ میں آیت زیر تفسیر نصّ قاطع ہے، ایک اور آیت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ ○ (المؤمنون - ۹۷)

(اے رسول) آپ اس طرح دعاء کیا کیجئے: اے میرے ربّ میں شیطانوں کے جنون سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حیران کر دینا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ (الانعام - ۷۱)

(اے رسول) کہہ دیجئے کیا ہم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان اور کیا ہم اللہ کے ہدایت دینے کے بعد پھر الٹے پاؤں (گمراہی کی طرف) لوٹ جائیں (پھر تو ہماری مثال ایسی ہو گی) جیسے وہ شخص جس کو جنّات نے راستہ بھلا کر حیران کر دیا ہو۔

تکلیف یا کسی مرض میں مبتلا کرنا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ○ (صٓ - ۴۱)

(اے رسول) ہمارے بندے ایوبؑ کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے ربّ کو پکار کر کہا: "شیطان نے مجھے ایذا اور تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے" (تو مجھے شفا دے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطٰنُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعِهٖ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۴ ص۱۵۱)

ہر بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اپنی انگلی اس کے دونوں پہلوؤں میں چبھوتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم کے (ان کے پہلوؤں میں انگلی نہ چبھو سکا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِذَا اسْتَجْنَحَ اَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۴ ص۱۵۰)

جب رات جھک آئے تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو اس لئے کہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔

کاہلی میں مبتلا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس ۲/۱۵۲)

جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔

بھلا دینا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ۔ (الکھف - ۶۳)

(موسیٰ کے نوجوان ساتھی نے) کہا آپ نے دیکھا (نہیں) کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی (کا ذکر کرنا) بھول گیا مجھے اسکا آپ سے ذکر شیطان ہی نے بھلا دیا۔

بُرے خواب دکھانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۴ ص۱۵۲)

نیک خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

ایمان اور عمل خراب کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ

شیطان انسان کے خون کے ساتھ گردش کرتا

مَجْرَى الدَّمِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء۴ ص۱۵)

رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَأْتِي الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس ۲/۱۲۹)

شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ پھر وہ یہ کہتا ہے تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا، جب وہ یہ سوال کرے تو اس وقت اسے چاہیئے کہ اللہ سے پناہ طلب کرے اور اس خیال سے باز رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلَاةِ اَحَدِكُمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء۴ ص۱۵۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر التفات کرنے کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: "یہ شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے جو وہ تم میں سے کسی کی نماز میں سے لوٹ لیتا ہے"۔

الغرض شیطان کو انسانوں پر کچھ تصرفات حاصل ہیں، لیکن یہ تمام تصرفات اللہ تعالےٰ کی مشیت کے تابع ہوتے ہیں، اگر اللہ تعالےٰ نہ چاہے تو نہ جن نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ انسان۔ آیت زیر تفسیر میں جس تصرف کا بیان ہے وہ ان کا خبطی بنا دینا ہے۔ قیامت کے روز سود کھانے والوں پر خبط، دیوانگی اور مدہوشی طاری ہوگی اور یہ خاص طور پر اس وجہ سے ہوگی کہ انہوں نے حکم الٰہی کے سامنے قیاس کیا، اپنی عقل کو استعمال کر کے غلط نتیجہ پر پہنچے، انہوں نے کہا (اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا) آخر کاروبار بھی تو سود ہی کے مثل ہے، کاروبار میں بھی نفع ہوتا ہے اور سود میں بھی نفع ہوتا ہے، اگر کاروباری نفع جائز ہے تو سودی نفع جائز کیوں نہیں، اللہ تعالےٰ نے فرمایا "(اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) اللہ نے کاروبار کو حلال کر دیا اور سود کو حرام کر دیا اور جب اللہ تعالےٰ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کر دے تو اس کے سلسلہ میں عقل سے حلال یا حرام کا فیصلہ کرنا لغو ہے بلکہ بے ایمانی ہے۔ کافروں نے کاروبار اور سود میں بس ایک وجہ مماثلت دیکھی یعنی نفع ہونا، دوسری چیزوں پر غور نہیں کیا جو کاروبار اور سود میں ایک دوسرے کی ضد ہیں مثلاً کاروبار میں نفع کمانے والا محنت کرتا ہے اور سود کا لینے والا کوئی محنت نہیں کرتا۔ مفت میں نفع حاصل کرتا ہے۔ کاروبار میں نفع میں ایک مقررہ رقم ہوتی ہے، وہ نفع وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا نہیں، برخلاف اس کے سود بڑھتا چلا جاتا ہے اور

غریب آدمی پستا چلا جاتا ہے، وہ غریب سے غریب تر ہو جاتا ہے گویا سود لینے والا مقروض کا خون چوستا رہتا ہے، غرض یہ کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں جو کچھ ہے انسانی عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی، لہذا اس علیم و خبیر کے حکم پر بے چون وچرا ایمان لانا چاہیئے اور اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ اس کے حکم کی مصلحتیں اور حکمتیں وہی خوب جانتا ہے۔ دوسرا نہیں جان سکتا، پھر فرمایا (فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ) جس کے پاس اس کے ربّ کی نصیحت پہنچ گئی، اس کو اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہو گیا اور (فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ) وہ ممانعت کا حکم سن کر باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، جو سود وہ پہلے لے چکا، وہ اس کا ہو گیا لیکن اب وہ آئندہ سود نہیں لے سکتا، (وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ) سود کا حکم اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹتا ہے، سود کی حرمت کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف منتہی ہوتا ہے، اسی کو حلال و حرام کرنے کا اختیار ہے، کوئی شخص اپنی عقل سے حلال و حرام کا فیصلہ نہیں کر سکتا، اللہ تعالےٰ نے اس کی حرمت کا فیصلہ کر دیا لہذا (وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ) جو شخص اس حرمت کے فیصلہ کے بعد بھی سود لیتا ہے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں، سود کھانے والے دوزخ میں جائیں گے اور (هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ، فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِي النَّهَرِ اٰكِلُ الرِّبَا (صحیح بخاری کتاب البیوع باب اٰکل الربا جزء ۳ ص۷۷)

میں نے آج رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے چلے، چلتے چلتے ہم ایک خون کے دریا پر پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اور اس کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے، وہ آدمی جو نہر کے اندر تھا جب آگے بڑھتا اور باہر نکلنا چاہتا تو وہ دوسرا آدمی اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے اسی جگہ لوٹا دیتا جہاں وہ پہلے تھا، اسی طرح برابر ہوتا رہا، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ آدمی جس کو آپ نے نہر میں دیکھا سود کھانے والا ہے۔

حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود دینے والے اور مصوّر پر لعنت کی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب جزء ۳ ص ۱۱۱)

حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں :۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْکَلْبِ وَ اٰکِلِ الرِّبَا وَمُوْکِلِہٖ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب الواشمۃ جزء ۷ ص ۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتّے کی قیمت، سود کھانے اور سود کھلانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ ؟ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ ، وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ ۔ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رمی المحصنت جزء ۸ ص ۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر ۱/۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسول، وہ کونسے گناہ ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ نے جس جان کو قتل کرنا حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن، مؤمن، غافل عورتوں پر تہمت لگانا"۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبَا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَآءٌ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب لعن اٰکل الربا وموکلہ جزء اول ص ۱۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سودی لین دین کے گواہوں پر لعنت کی ہے، آپ نے فرمایا (گناہ میں) وہ سب برابر ہیں۔

عمل

اے لوگو، سود سے بچیئے، سود بہت بڑا گناہ ہے، سود کو تجارت پر قیاس نہ کیجئے، کسی چیز کو اپنی عقل سے حلال یا حرام نہ کیجئے، جو چیز اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال یا حرام کر دی تو اس کی حلت یا حرمت کو برضاء و رغبت تسلیم کیجئے، خواہ اس کی حکمت اور مصلحت آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

ترجمہ اللہ سود کو مٹا رہا ہے اور صدقات کو بڑھا رہا ہے (لہذا اب بھی جو شخص سود کا لین دین کرتا ہے تو وہ سوائے ناشکرے گنہگار کے اور کون ہو سکتا ہے) اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا (اور جس کو اللہ پسند نہیں کرتا اس کے لئے سوائے عذاب کے اور کیا ہے) ﴿۲۷۶﴾ البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے (پھر) انہوں نے نیک عمل کئے (خصوصًا) نماز پابندی سے پڑھتے رہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے تو ایسے لوگوں کے لئے ان کے ربّ کے پاس ان کا اجر ہے، (قیامت کے دن) انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ غم ﴿۲۷۷﴾

معانی و مصادر (يَمْحَقُ) مَحَقَ، يَمْحَقُ، مَحْقٌ (ف) باطل کرنا، مٹانا، بے برکت کرنا۔

(يُرْبِي) اَرْبٰى، يُرْبِيْ، اِرْبَاءٌ (باب افعال) دئے ہوئے مال سے زیادہ لینا۔

(اَثِیْم) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ وَاَثَامٌ وَمَاْثَمٌ (س) گناہ گار (اَثِیْم = گناہگار)
(اٰتَوْا) اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ (باب افعال) دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ اپنے احکام کے ذریعہ سودی لین دین کو ختم کر رہا ہے اور صدقات کو بڑھا رہا ہے۔ صدقات کا بار بار حکم اور ترغیب یہ صدقات کو بڑھانے ہی کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت کی بنیاد صدقات اور احسان و ہمدردی پر ہے نہ کہ سود پر جو سراسر لعنت اور غریبوں کا خون چوسنے کے مترادف ہے اور جو شخص غریبوں کا خون چوستا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا، ان نعمتوں کے شکریہ میں اس کا فرض تھا کہ وہ محروم لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرتا، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا، ان کو صدقات دیتا اور اگر صدقات نہیں دے سکتا تھا تو کم از کم بغیر سود کے قرض دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، اس نے اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا، فرائض کو ادا نہ کر کے اس نے گناہ کیا، پھر سود لے کر اس نے مزید گناہ کیا، اس طرح وہ ناشکری کا بھی مرتکب ہوا اور گناہ کا بھی (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ) اور اللہ ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۔
(الروم- ۳۹)

جو سود تم اس لئے دیتے ہو کہ (اس کے ذریعہ سود کھانے والے) لوگوں کے مالوں میں اضافہ ہو تو اللہ کے نزدیک تو اضافہ نہیں ہوتا۔

سود خوار کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی اجر نہیں، بلکہ عذاب ہی عذاب ہے، البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے مثلاً غریب لوگوں کے حقوق ادا کرتے رہے اور نماز اور زکوٰۃ کو خاص طور پر ادا کرتے رہے تو ان کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے، ایسے لوگوں کو قیامت کے دن نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔

عمل

اے لوگو، بغیر سود کے لوگوں کو قرض دے کر ان پر احسان کیجئے، سود پر قرض دے کر ان کا خون نہ چوسئے، ایمان لا کر نیک عمل کیجئے، نماز پابندی سے ادا کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں آپ کو اجر ملے گا اور وہاں آپ کو کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ
اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا
تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ
عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَ
اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا
تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اگر تم مؤمن ہو تو سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو ﴿۲۷۸﴾ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سُن لو اور اگر تم (سود لینے سے) توبہ کر لو تو پھر تم اپنا رأس المال یعنی زر اصل لے سکتے ہو (زر اصل سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتے اس طرح) نہ تم ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم ہوگا (دونوں میں سے کسی کا نقصان نہیں ہوگا) ﴿۲۷۹﴾ اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے فراخی حاصل ہونے تک مہلت دو اور اگر قرض کی رقم بطور صدقہ ہی دے دو تو یہ تمہارے لئے اور بھی اچھا ہے بشرطیکہ تم (اسے باعث اجر و ثواب) سمجھو ﴿۲۸۰﴾ اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم سب اللہ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان (میں سے کسی) پر ظلم نہیں ہوگا ﴿۲۸۱﴾

معانی و مصادر (ذَرُوْا) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا۔
(بَقِيَ) بَقِيَ، يَبْقٰى، بَقَاءٌ (س) وَبَقٰى، يَبْقِيْ، بَقْيٌ (ض) باقی رہنا۔
(فَاْذَنُوْا) اَذِنَ، يَاْذَنُ، اَذْنٌ وَاَذَانٌ وَاَذَانَةٌ (س) جاننا، خبردار ہونا (اِئْذَنْ امر کا صیغہ ہے اور اس کی جمع اِئْذَنُوْا ہے جس کے معنٰی ہیں خبردار ہو جاؤ)
(حَارِبْ) حَرَبَ، يَحْرُبُ، حَرْبٌ (ن) کسی کا سارا مال چھین لینا (حرب = لڑائی)۔
(تُبْتُمْ) تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبٌ وَتَوْبَةٌ وَتَابَةٌ وَتَتْوِبَةٌ وَمَتَابٌ (ن) توبہ کرنا، نادم ہونا۔

ذو = والا (اس کا تثنیہ ذَوَانِ اور جمع ذَوُوْنَ ہے اس کا مؤنث ذَاتٍ ہے جس کا تثنیہ ذَوَاتَانِ اور جمع ذَوَاتٌ ہے)

(عُسْرَۃٌ) عَسِرَ، یَعْسَرُ، عُسْرٌ وعُسُرٌ وعَسَرٌ (س) وعَسُرَ، یَعْسُرُ، عُسْرٌ (ک) تنگ ہونا، سخت ہونا، مشکل ہونا۔

(نَظِرَۃٌ) اَنْظَرَ، یُنْظِرُ، اِنْظَارٌ (باب افعال) مہلت دینا (نَظِرَۃٌ = مہلت) نَظَرَ، یَنْظُرُ ونَظِرَ، یَنْظَرُ، نَظَرٌ ومَنْظَرَۃٌ ومَنْظَرٌ وتَنْظَارٌ ونَظَرَانٌ (ن، س) دیکھنا، مہلت دینا، مؤخر کرنا۔

(مَیْسَرَۃٍ) یَسَرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ (ن) ویَسِرَ، یَیْسَرُ، یَسَرٌ (س) آسان ہونا۔ (مَیْسَرَۃٌ = سہولت، فراخی)۔

(تَصَدَّقُوْا) تَصَدَّقَ، یَتَصَدَّقُ، تَصَدُّقٌ (باب تفعل) صدقہ دینا۔

(تُوَفّٰی) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَۃٌ (باب تفعیل) پورا پورا دینا (تُوَفّٰی = تُوَفِّیَ کا مجہول ہے)۔

تفسیر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے سود کو مطلقاً حرام کر دیا آئندہ سود لینے کی کوئی صورت باقی نہیں چھوڑی، ان آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے غیر وصول شدہ سود کو بھی چھوڑ دینے کا حکم دیا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا... .....) اللہ تعالےٰ سے ڈر جاؤ اور سود میں سے جو غیر وصول شدہ سود باقی رہ گیا ہے اسے بھی نہ لو، اگر تم صحیح معنوں میں ایمان لے آئے ہو تو تمہیں یہ کرنا پڑیگا، ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو، اس کے احکام کو برضاء ورغبت بجا لاؤ، اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کرے یا تسلیم کرے لیکن دل سے نہیں یا اس کے احکام کو بجا لائے لیکن خندہ پیشانی سے نہیں تو اس کا ایمان فریب نفس کے سوا اور کچھ نہیں، اس کو اپنی بے ایمانی کا جائزہ لے کر صحیح معنوں میں ایمان لانا چاہیئے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمَیَّ	خبردار ہو جاؤ جاہلیت کی تمام باتیں میرے دونوں
مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاھِلِیَّۃِ مَوْضُوْعَۃٌ وَاِنَّ	قدموں کے نیچے پامال کر دی گئیں، جاہلیّت کے
اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِیْعَۃَ	زمانہ کے تمام خون (میرے دونوں قدموں کے
ابْنِ الْحَارِثِ کَانَ مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ	نیچے) پامال کر دیئے گئے ہیں (اب کوئی کسی سے
فَقَتَلَتْہُ ھُذَیْلٌ وَرِبَا الْجَاھِلِیَّۃِ مَوْضُوْعٌ	بدلہ نہیں لے سکتا) اور سب سے پہلا تاوان جو میں

وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۱ و ص۵۱۲)

اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں ابن ربیعہ بن الحارث کا خون ہے جس کو قبیلہ ہذیل نے اس زمانہ میں قتل کیا تھا جب وہ قبیلۂ بنو سعد میں (ایام رضاعت میں) دودھ پیتا تھا اور جاہلیت کے زمانہ کے تمام سود (میرے دونوں قدموں کے نیچے) پامال کر دئے گئے ہیں اور سب سے پہلا سود جو میں باطل قرار دیتا ہوں ہمارے سودوں میں سے عباس بن عبد المطلب کا سود ہے، وہ پورا کا پورا چھوڑ دیا گیا ہے (اب کوئی کسی سے سود نہیں لے سکتا)۔

الغرض سود کی تمام بقایا رقمیں حرام قرار دی گئیں، جو لیا جا چکا ہے وہ لیا جا چکا اور جو نہیں لیا جا چکا وہ اب نہیں لیا جا سکتا، سودی کاروبار اللہ تعالےٰ کو اتنا ناپسند ہے کہ خلاف ورزی کرنے والوں کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے بہت سخت الفاظ استعمال فرمائے اور بہت سخت دھمکی دی، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) اگر تم سود لینے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے لئے اعلان جنگ ہے، تم جنگ کے لئے تیار رہو، اسلامی حکومت میں سودی کاروبار جاری رہے یہ نہیں ہو سکتا، اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو باغی قرار دے کر ان کے خلاف سخت کاروائی کرے اور اگر فوج کشی کی ضرورت پیش آجائے تو اس میں بھی کوتاہی نہ کرے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنْ تُبْتُمْ) اگر توبہ کر لو اور سود لینے سے باز آجاؤ (فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ) تو تم اپنا زر اصل لے سکتے ہو (لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ) نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے، نہ تمہاری حق تلفی ہو اور نہ قرضداروں کی، دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کریں اور کوئی کسی کا نقصان نہ کرے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سود لینا ایک قسم کا ظلم ہے، اسی طرح کسی سے روپیہ قرض لے کر ادا نہ کرنا یا ادا تو کرنا لیکن پورا ادا نہ کرنا بھی ظلم ہے خصوصاً وہ شخص جو مالدار ہو اور قرضہ ادا نہ کرے وہ تو بہت بڑا ظالم ہے اس لئے کہ مال دار کا تو ادائیگی میں دیر لگانا ہی ظلم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ (صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب مطل الغنی ظلم جزء ۳ ص۱۵۵ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم مطل الغنی جزء اول ص۶۸۳) مالدار کا قرضہ کی ادائیگی میں دیر لگانا ظلم ہے۔

جو شخص قرض لے اور ادا کرنے کی نیت نہ رکھے وہ یقیناً بہت بڑا ظالم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں ۔

مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ (صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب من اخذ اموال الناس یرید اداءھا جزء ۳ ص ۱۵۲)

جو شخص لوگوں سے قرضہ لے اور اس کی نیت اس کو ادا کرنے کی ہو تو اللہ اس کی طرف سے ادا کرادیگا اور جو شخص لوگوں سے قرضہ لے اور اس کی نیت اس کو تلف کرنے کی ہو تو اللہ اُسے تلف کردیگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَاءِ اُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَاْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَّرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْاَجَلِ الَّذِيْ اَجَّلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ اَتٰى بِهَا اِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَأَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَاَنِّيْ جَهَدْتُّ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ اِلَيْهِ الَّذِيْ لَهٗ فَلَمْ اَقْدِرْ وَاِنِّيْ اَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ اِلٰى بَلَدِهٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا، اس نے بنی اسرائیل میں سے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے، اس نے کہا گواہ لاؤ تاکہ میں انہیں گواہ بنالوں۔ اس نے کہا اللہ گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا کوئی ضامن پیش کرو، اس نے کہا اللہ تعالیٰ ضمانت دینے کے لئے کافی ہے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ پھر اس نے قرض مانگنے والے کو وہ رقم ایک وقت مقررہ تک کے لئے ادا کردی، پھر وہ قرضدار رقم لے کر بحری سفر کے لئے روانہ ہوگیا، اس نے اپنی ضرورت پوری کی، پھر سواری کو تلاش کیا تاکہ اس پر سوار ہوکر قرضخواہ کے پاس وقت مقررہ پر پہنچ جائے لیکن کوئی سواری نہیں ملی، پھر اس نے ایک لکڑی لی، اسے کھوکھلا کیا، پھر اس میں ایک ہزار دینار اور ایک خط لکھ کر رکھ دیا اور اس کے منہ کو مضبوطی کے ساتھ بند کردیا، پھر اس لکڑی کو لے کر سمندر کے کنارے آیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے دعاء کی "اے اللہ تو جانتا ہے میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے اس نے مجھ سے ضامن مانگا، میں نے کہا اللہ ضامن کافی ہے، اس نے گواہ مانگا میں نے کہا

فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ یَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْکَبًا جَاءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ فِیْهَا الْمَالُ فَاَخَذَ لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِیْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ فَاَتٰی بِالْاَلْفِ دِیْنَارٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْکَبٍ لِاٰتِیَکَ بِمَالِکَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ اَتَیْتُ فِیْهِ قَالَ هَلْ کُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ بِشَیْءٍ قَالَ اُخْبِرُکَ اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ فِیْهِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰی عَنْکَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ الدِّیْنَارِ رَاشِدًا (رواہ البخاری تعلیقا۔ فی کتاب البیوع باب الکفالة فی القرض جزء ۳ صـ۱۲۲ ووصله فی باب التجارة فی البحر جزء ۳ صـ۷۳ وانظر فتح الباری جزء ۵ صـ۲۰۳)

اللہ گواہ کافی ہے، وہ راضی ہو گیا، میں نے سواری کے لئے بہت کوشش کی لیکن سواری نہ مل سکی، اب میں یہ لکڑی تیرے سپرد کرتا ہوں" یہ کہہ کر اس نے لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا، پھر وہ واپس آ گیا، اسی اثناء میں وہ پھر سواری تلاش کرنے لگا، وہ شخص جس نے قرض دیا تھا، سمندر کے کنارہ پر یہ دیکھنے آیا کہ شاید کوئی سوار اس کا مال لے کر آیا ہو تو اُسے وہ لکڑی ملی، وہ اُسے اپنے ایندھن کے لئے گھر لے آیا، جب اس نے اُسے چیرا تو اس کو اس کی رقم مل گئی اور خط بھی مل گیا، پھر وہ قرضدار بھی ایک ہزار دینار لے کر اس کے پاس پہنچ گیا، قرضدار نے کہا: اللہ کی قسم میں سواری کے لئے برابر کوشش کرتا رہا تاکہ تمہارا روپیہ تمہیں آکر ادا کر دوں لیکن کوئی سواری نہیں ملی، قرضخواہ نے کہا: کیا تم نے مجھے کوئی چیز بھیجی تھی، اس نے کہا میں نے تمہیں خبر تو دی کہ مجھے اس سے قبل کوئی سواری نہیں مل سکی، قرضخواہ نے کہا "بے شک اللہ نے تمہاری طرف سے وہ رقم ادا کر دی جو تم نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھی اب تم یہ ایک ہزار دینار لے کر خوشی خوشی واپس جاؤ"۔

مذکورۂ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر خلوص کے ساتھ قرضہ ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے۔

الغرض قرضدار کو جہاں تک ہو سکے قرضہ جلدی ادا کر دینا چاہیئے اور قرضخواہ کو صرف اپنا زر اصل لینا چاہیئے، سود نہیں لینا چاہیئے، یہ آیت اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ قرضخواہ زر اصل سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتا یعنی سود مفرد بھی جسے سادہ سود بھی کہتے ہیں لینا قطعاً حرام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ) اگر قرضدار تنگ دست ہو تو قرضخواہ کو چاہیئے کہ قرضدار کو فراخی تک کی مہلت دیدے، اُسے وقت مقررہ پر قرضہ ادا کرنے کے لئے مجبور نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَاتَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهٗ قَالَ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فَاَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ وَاُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهٗ (صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب حسن التقاضی جزء ۳ ص۱۵۳ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب فضل انظار المعسر جزء اول ص۶۸۲ واللفظ للبخاری)

ایک شخص کی وفات ہوئی تو اس سے پوچھا گیا (کہ تو کیا کیا کرتا تھا) اس نے کہا میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا تو خوشحال کو مہلت دے دیا کرتا تھا اور تنگ دست پر تخفیف کر دیا کرتا تھا (یعنی قرضہ میں تخفیف کر دیا کرتا تھا) تو (اس بات پر) اس کو بخش دیا گیا۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ) اور اگر تم قرضہ کو معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے (اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) بشرطیکہ تمہیں اس کے بہتر ہونے کا یقین ہو، تمہارا ایمان ہو کہ اگر تنگ دست کے ساتھ احسان کرو گے تو اللہ تعالےٰ تم کو اجر وثواب دیگا، بغیر ایمان ویقین اور خلوص نیت کے کچھ نہیں ملتا لہٰذا اللہ تعالےٰ کے تمام وعدوں پر کامل یقین ہونا ضروری ہے اور پھر تمام اعمال کو خلوص نیت سے کرنا ضروری ہے۔

تنگ دست کو معاف کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهٖ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرًا جزء ۳ ص۷۵ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب فضل انظار المعسر جزء اول ص۶۸۳ واللفظ للبخاری)

ایک تاجر لوگوں سے لین دین کا معاملہ کرتا تھا، جب وہ کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے غلاموں سے کہتا کہ اس کو معاف کر دو شاید اللہ بھی ہمیں معاف فرمائے (جب وہ مرا) تو اللہ تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔
سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُمَا وَاِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهٗ فِيْ شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ اَيْنَ الْمُتَاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر (دو) جھگڑنے والوں کی آوازیں سنیں۔ دونوں کی آوازیں بلند تھیں، ایک ان میں سے دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ قرضخواہ اس کے ساتھ نرمی کرے۔ دوسرا یہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا (ان کی یہ باتیں

لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ قَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَيَّ ذٰلِكَ اَحَبَّ (صحیح مسلم کتاب البیوع ابواب المزارعة باب استحباب الوضع من الدین جزء اول ص۶۸)

سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم کھانے والا کہ وہ نیکی نہیں کریگا کہاں ہے؟" اس نے کہا "اے اللہ کے رسول، میں یہاں موجود ہوں (اب) اس کو اختیار ہے یہ جو چاہے کرے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ (صحیح مسلم کتاب البیوع ابواب المزارعة باب فضل انظار المعسر جزء اول ص۶۸۳)

جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ قیامت کی سختیوں سے اُسے نجات دے تو اُسے چاہیئے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا (بالکل) معاف ہی کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل وقصة ابی یسر جزء ۲ ص۶)

جو شخص کسی تنگ دست کو (قرضہ کی ادائیگی میں) مہلت دے یا (قرضہ) معاف کر دے تو اللہ اُسے (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں جگہ دیگا۔

الغرض تنگ دست کو مہلت دینا یا قرضہ معاف کر دینا دونوں بڑے اجر و ثواب کے کام ہیں۔

قرضہ، سود اور تنگ دستوں پر احسان کرنے کے احکام دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ) اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، اگر تم نے اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی نہیں کی اور سود لیتے رہے تو (ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ) پھر (اچھی طرح سمجھ لو کہ وہاں تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے) وہاں تو ہر شخص کو اس کے اعمال ہی کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا (وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) کسی پر ظلم نہیں ہوگا، کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی، نہ کسی کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ کسی کے عذاب میں زیادتی، ہر شخص کو اُس کے عمل کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ۔

(اے رسول) آپ کا ربّ ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

(ھود ۔ ۱۱۱)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

(اٰل عمران ۔ ۲۵)

ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان (میں سے کسی شخص) پر ظلم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

(النحل ۔ ۱۱۱)

ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان (میں سے کسی شخص) پر ظلم نہیں ہوگا۔

عمل

اے لوگو، جب کسی کو قرض دیجئے تو بغیر سود کے قرض دیجئے، سود ہرگز نہ لیجئے، یہ ایمان کے منافی ہے، اپنا زرِ اصل لیجئے اور بس۔ اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اُسے فراخی حاصل ہونے تک قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دیجئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ قرضہ معاف ہی کر دیجئے اور اے لوگو، اگر آپ کسی سے قرض لیں تو اس کی رقم وقت مقررہ پر ادا کرنے کی کوشش کیجئے، اگر آپ خوشحال ہیں تو قرضہ کی ادائیگی میں ہرگز دیر نہ کیجئے، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے، ایک دن آپ کو اس کے سامنے جانا ہے اور اپنا حساب دینا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دن آپ خائب اور خاسر ہوں اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔ ایسے عمل کیجئے جن کی بدولت اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور آپ اس کے فضل سے کامیاب اور کامران ہو جائیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ الرِّبَوٰٓا
أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا۟ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا۟ النَّارَ الَّتِىٓ
أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا۟
اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾
وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ
يُنفِقُونَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا
عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ اے ایمان والو، کئی گنا سود نہ کھاؤ، اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور اس دوزخ سے بھی ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۱﴾ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۳۲﴾ اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف تیزی سے آؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۳﴾ (متقی وہ لوگ ہیں) جو فراخی اور تنگی ہر حال میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ نیکی کرنے والے ہیں) اور اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے ﴿۱۳۴﴾ اور (متقی) وہ لوگ (ہیں) کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے ﴿۱۳۵﴾ ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اجر تو عمل کرنے والوں کا ہی اچھا ہوتا ہے ﴿۱۳۶﴾

معانی ومصادر (رِبٰوٓا) رَبَا، یَرْبُوْا، رِبَاءٌ، رُبُوٌّ (ن) بڑھ جانا (رِبٰوٓا = سود)
(اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) ضَعَفَ، یَضْعَفُ، ضَعْفٌ (ف) کئی گنا کرنا، زیادہ کرنا
(اَضْعَاف = ضِعْفٌ کی جمع، کئی گنا)
ضَاعَفَ، یُضَاعِفُ، مُضَاعَفَةٌ (باب مفاعلہ) دُگنا کرنا۔
(اُعِدَّتْ) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(سَرَّآءِ) سَرَّ، یَسُرُّ، سُرُوْرٌ، مَسَرَّةٌ (ن) خوش کرنا (سَرَّآء = مسرت، خوشحالی)
(ضَرَّآءِ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضَرَّآء = سَرَّآء کی ضد، نقصان، تنگ حالی)۔
(کٰظِمِیْنَ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ (ض) غصہ روکنا، بند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) اے ایمان والو، سود کو کئی گنا کر کے نہ کھاؤ یعنی سود در سود نہ کھاؤ۔ سود کی حرمت کے سلسلہ میں یہ پہلی آیت ہے۔ پہلے سود مرکب کو حرام کیا گیا پھر سود مفرد کو حرام کیا گیا۔ سود مفرد یعنی سادہ سود کی حرمت کی آیت سورۂ بقرہ میں ہے وہ اگرچہ کتابی ترتیب کے لحاظ سے پہلے ہے لیکن ترتیب نزول کے لحاظ سے بعد کی معلوم ہوتی ہے سود مفرد کی حرمت کے سلسلہ میں جو آیت بعد میں نازل ہوئی وہ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۷۸ و ۲۷۹)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اگر تم مؤمن ہو تو سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو اور اگر تم (سود لینے سے) توبہ کر لو تو پھر تم اپنا راس المال یعنی زرِ اصل لے سکتے ہو (زرِ اصل سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتے اس طرح) نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہوگا (دونوں میں سے کسی کا نقصان نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ (یعنی تم صرف اپنا زرِ اصل لے سکتے ہو) اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ زرِ اصل کے علاوہ جو کچھ بھی لیا جائے بالکل حرام ہے۔ بہرحال دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ سود مرکب جائز ہے اور نہ سود مفرد، دونوں حرام ہیں۔ دونوں احکام کا یکے بعد دیگرے بتدریج نازل ہونا فطری اور نفسیاتی تقاضے کو پورا کرتا ہے۔ کسی خاص مسئلہ میں احکام کا تدریجاً نازل ہونا اس مسئلہ کے آخری حکم کی تعمیل کو آسان کر دیتا ہے۔ وہ حکم طبیعت پر بار نہیں گذرتا اور نفس اس کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔

(نوٹ:۔ سود کی برائی کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۸ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ اجناس کے باہمی تبادلہ کی صورت میں سود کی مزید قسموں کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۹ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ یعنی اللہ تعالےٰ سے ڈر کر سود لینا چھوڑ دو، اسی میں تمہاری فلاح و بہبود ہے۔

(وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ) اور اس دوزخ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یعنی سود کو چھوڑ دو تو تم اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ یہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن ایمان والوں کو بھی اپنے گناہوں کی سزا میں دوزخ میں جانا پڑیگا سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ کسی کے گناہ کو معاف کر دے اور اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ کافروں کے لئے وہ دائمی ٹھکانہ ہے اور ایمان والوں کے لئے جو گناہ کے مرتکب ہو جائیں عارضی ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے (دوزخ سے) نکال لو، الغرض وہ (دوزخ سے) نکل آئیں گے۔

باب صفة الجنة والنار جز ۸ ص ۱۴۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا ○ اِلَّا طَرِیْقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ○

(النساء ۔ ۱۶۸ ۔ ۱۶۹)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم (و زیادتی) کرتے رہے، اللہ نہ تو ان کو بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتائے گا سوائے دوزخ کے راستہ کے جس (دوزخ) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لئے (کچھ مشکل نہیں) بالکل آسان ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ہِیَ حَسْبُہُمْ وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۶۸)

اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سنا دی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

آگے فرمایا (وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحمت کے مستحق ہو جاؤ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جنت سے فرمایا تھا:۔

اَنْتَ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون ۲/۵۳۶)

تو میری رحمت ہے۔ میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ (اپنی) رحمت سے نوازوں گا۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور رحمت کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شرط ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریگا وہ جنت میں جائیگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریگا وہ دوزخ میں جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے

الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(النسآء - ۱۳و۱۴)

نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے آگے بڑھ جائیگا تو اللہ اُسے دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کے حصول کے لئے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جلدی کرو۔

اس آیت میں جنت کے وسیع ہونے کا بیان ہے۔ اس کی وسعت کا صحیح اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون کرسکتا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ ص۱۲۶ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب آخر اهل النار خروجا ۹۶/۱)

اللہ (جنت میں سب کے آخر میں داخل ہونے والے سے) فرمائیگا جا اور جنت میں داخل ہوجا، تیرے لئے دنیا کے مثل اور اس کی دس گنی جگہ ہے یا (یہ فرمایا) تیرے لئے دنیا کی دس گنی جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب ان فی الجنة شجرة جزء ۲ ص۵۳۰)

جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن اسے قطع نہیں کرسکے گا۔

یہ احادیث جنت کے وسیع وعریض ہونے کی تفسیر کرتی ہیں۔

آگے فرمایا (اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ) جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے لہٰذا اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کروگے تو جنت ملے گی۔ آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور جنت متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے گویا کافروں کا اصلی اور دائمی ٹھکانا دوزخ ہے اور متقیوں کا اصلی اور دائمی ٹھکانہ جنت ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقیوں کی کچھ صفات بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ) متقیوں کی صفت یہ ہے کہ خوشحالی میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگ حالی میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ تنگ دستی کے زمانہ میں بھی خرچ کرنا ضروری ہے۔ جو شخص صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرتا ہے اور تنگ دستی کی حالت میں خرچ نہیں کرتا وہ تقویٰ کو یا تقوی کے کمال کو نہیں پہنچتا۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں مزید بیان سورۂ بقرہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

متقیوں کی دوسری صفت یہ بتائی کہ (وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ) وہ غصہ کو پی جایا کرتے ہیں (وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ) اور لوگوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ ان کی ضرر رسانی اور ان کی نازیبا حرکات پر نہ اُن سے لڑتے ہیں، نہ جھگڑتے ہیں نہ انتقام لیتے ہیں بلکہ حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے عفو و درگذر سے کام لیتے ہیں۔ غصہ کو پی جانا اور معاف کر دینا آسان کام نہیں ہے یہ اولوالعزم جوانمرد اور باہمت لوگوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
(الشوریٰ ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے (بڑی ہمت کا کام) ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ○
(الشوریٰ ۔ ۳۶ و ۳۷)

(اور اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے (مگر) ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں، اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ صـ۳۲ وصحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یملك نفسه عند الغضب جزء ۲ صـ۳۲۹)

جوانمرد وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ جوانمرد وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَاتَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ ص ۳۵)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اس نے بار بار وصیت کے لئے کہا، آپ نے (ہر بار) یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

عفو و درگذر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔

(النور - ۲۲)

(اگر لوگوں سے کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو صاحب فضل لوگوں کو) چاہئے کہ معاف کر دیں، درگذر کریں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقین کی تیسری صفت کا ذکر کیا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ) متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں یعنی کوئی اور گناہ کر بیٹھتے ہیں تو گناہ کرتے ہی فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، (وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے (وہی معاف کر سکتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ جزء ۹ ص ۱۷۸ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول التوبۃ من الذنوب ۲/۳۹۵)

ایک بندے سے گناہ ہو گیا، اس نے کہا: اے میرے رب مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھے بخش دے۔ اس کے رب نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۳۲۹)

اے میرے بندو، تم رات اور دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں (لہذا) تم مجھ سے معافی مانگو، میں تمہیں معاف کردونگا۔

آگے فرمایا (وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) پھر گناہوں کی معافی مانگنے کے بعد وہ جان بوجھ کر اس گناہ کو جس کو وہ کر بیٹھے تھے بار بار نہیں کرتے ۔ توبہ کرنے سے پہلے خواہ دن و رات گناہ کئے ہوں توبہ سے معاف ہوجائیں گے لیکن توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہیں ہونا چاہئے۔ توبہ کے بعد گناہ کرنا یہ دراصل توبہ ہی نہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○
(الفرقان ۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

یعنی توبہ کرنے کے بعد پھر اس گناہ کو نہ کرے یہ تقویٰ کی سچی علامت ہے ۔

(نوٹ :۔ توبہ کی تفصیل انشاء اللہ ہم سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ) ایسے ہی لوگ جن میں مندرجہ بالا صفات پائی جائیں مغفرت اور جنت کے مستحق ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی اور وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمل کرنے والوں کا بدلہ تو اچھا ہی ہوتا ہے۔ بغیر نیک عمل کے کچھ نہیں ملتا۔ جزائے خیر کے لئے عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ○
(النجم ۔ ۳۹)

اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۹)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے۔ یہ ان کی مہمانی ہوگی ان اعمال کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے بڑھیئے۔ اپنے اندر وہ صفات پیدا کیجئے جو متقی بننے کے لئے ضروری ہیں۔ فارغ البالی میں بھی اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کیجئے اور تنگ دستی میں بھی۔ غصہ نہ کیا کیجئے، غصہ دلانے والے کو معاف کر دیا کیجئے۔ بے حیائی اور گناہ کی باتوں سے دور رہا کیجئے۔ اگر کبھی اتفاق سے گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیا کیجئے اور پھر اس گناہ کو کبھی نہ کیجئے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا
قَلِيْلًا ۝١٥٥ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ
عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝١٥٦
وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ
شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ
مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ
يَقِيْنًا ۝١٥٧ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١٥٨
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ

الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ
لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ
الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ
يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ
الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ
وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾

ترجمہ پھر ہم نے (ان پر لعنت کی) ان کے (۱) عہد توڑ دینے کی وجہ سے (۲) اللہ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے (۳) نبیوں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور (۴) ان کے اس بات کے کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (حالانکہ بات یہ نہیں ہے) بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے لہٰذا ان میں سے چند ہی لوگ ایمان لاتے ہیں ﴿۱۵۵﴾ اور (۵) ان کے کفر کرنے اور (۶) مریم پر بہتان عظیم لگانے کے سبب سے ۱۵۶ اور (۷) ان کے اس قول کے سبب سے کہ (انہوں نے کہا) ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس سلسلہ میں مطلق کوئی علم نہیں

محض وہم وگمان کی پیروی کررہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسٰی کو قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا (اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل ہے) وہ غالب ہے (ہر کام کرسکتا ہے اور وہ) حکیم ہے (ان کا زندہ اٹھا نا اللہ کی مصلحت وحکمت پر مبنی ہے) (۱۵۸) اور (ایک وقت آئے گا کہ اس وقت) ہر اہل کتاب عیسٰی پر عیسٰی کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئیگا اور (پھر وہ) قیامت کے دن ان کے ایمان کی شہادت دیں گے (۱۵۹) اور (۸) (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے ظلم کے سبب سے (جس ظلم کی وجہ سے) ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کردی تھیں اور (۹) بہت زیادہ اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے (۱۶۰) اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس سے منع کردیا گیا تھا اور (۱۰) اس سبب سے بھی کہ وہ لوگوں کے مال ناجائز طور پر کھا جایا کرتے تھے (ہم نے ان پر لعنت کی، ان پر غضب کیا) اور ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (اور آخر وقت تک توبہ نہیں کی) ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۶۱) (اہل کتاب ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جو لوگ ان میں سے علم میں رسوخ رکھتے ہیں اور جو مؤمن ہیں وہ تو اس کتاب پر بھی ایمان لائے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی اور (ایسے لوگ جو) نماز ادا کرنے والے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان لوگوں کو ہم اجر عظیم عطاء کریں گے (۱۶۲)

معانی ومصادر

(نَقْض) نَقَضَ، يَنْقُضُ، نَقْضٌ (ن) توڑنا۔
(غُلْفٌ) غَلَفَ، يَغْلُفُ، غَلْفٌ (ن) ڈھانکنا (غُلْفٌ = اَغْلَفُ کی جمع، غلاف)۔
(بُهْتَانًا) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بُهْتَانٌ (ف) تہمت لگانا۔
(صَلَبُوْا) صَلَبَ، يَصْلِبُ، صَلْبٌ (ض ن) پھانسی دینا۔
(شُبِّهَ) شَبَّهَ، يُشَبِّهُ، تَشْبِيهٌ (باب تفعیل) مشابہ کرنا۔
(اَلرّٰسِخُوْنَ) رَسَخَ، يَرْسُخُ، رُسُوْخٌ (ن) اپنی جگہ ثابت ہونا، بارش کا زمین کی نمی تک پہنچ جانا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے بعض جرائم اور ان کی عہد شکنی کا حال بیان کیا ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے مزید جرائم بیان کئے ہیں پھر ان کی عہد شکنی اور بدکرداری کی سزا میں اس عذاب کا ذکر کیا ہے جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں ان کے جرائم کی ایک فہرست دی ہے جن جرائم کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ وہ جرائم یہ ہیں:۔

① (فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ):۔ عہد شکنی،
② (وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ) :۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا،
③ (وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ):۔ انبیا علیہم السلام کا ناحق قتل کرنا،
④ (وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ):۔ ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (اس لئے ہم پر قرآن مجید کا کوئی اثر نہیں ہوگا) (بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دل غلاف میں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے (فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا) یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔ ایمان نہ لانے کی وجہ غلاف نہیں ہیں بلکہ وہ مہر ہے جو ان کی بداعمالی اور بدعہدی کی وجہ سے ان کے دلوں پر لگا دی گئی ہے۔

الغرض فخر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا کہ ہمارے دل محفوظ ہیں یہ بھی ایک جرم ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔

⑤ (وَبِكُفْرِهِمْ):۔ ان کا کفر کرنا۔ آیات اللہ کے ساتھ کفر کرنے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اس جگہ ان کے عام کفر کا بیان ہے۔

⑥ (وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا):۔ ان کا حضرت مریم پر تہمت لگانا۔

⑦ (وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ):۔ ان کا جھوٹا دعویٰ کرنا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے (وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) حالانکہ وہ نہ تو ان کو قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے بلکہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی ایک شبیہ بنا دی گئی تھی وہ اس شبیہ کو قتل کر کے ہی فخر کر رہے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا (وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ) حالانکہ جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے، یہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں شک میں مبتلا ہیں (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) ان کے پاس کوئی یقینی علم تو ہے نہیں کہ اس کی بنا پر ان کے قتل کا دعویٰ کر سکیں، ان کے دعویٰ کی بنیاد محض ظن و گمان پر ہے۔ صحیح علم تو اللہ کو ہے اور وہ کہتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) بلکہ ان کو اللہ تعالےٰ نے صحیح وسالم اپنی طرف اٹھا لیا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اور اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ان کے اس طرح زندہ اٹھا لینے اور ان کی شبیہ کو قتل کرا دینے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی۔ وہ زندہ ہیں انہیں موت نہیں آئی ہے (وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) ایک وقت آنے والا ہے کہ اہل کتاب کا ہر شخص ان کی موت

سے پہلے ان پر ایمان لے آئیگا (وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا) پھر قیامت کے دن عیسٰی علیہ السلام ان کے ایمان کی شہادت دیں گے۔

⑧ (فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا) یہودیوں کا شرارتیں کرنا (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) ان شرارتوں کی وجہ سے ہم نے دنیا میں بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں۔ یہ تو دنیا میں ان کو سزا دی گئی اور آخرت کی سزا ابھی باقی ہے،

⑨ (وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا) بہت سے لوگوں کو اللہ تعالٰے کے راستے سے روکنا،

⑩ (وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ) سود لینا حالانکہ ان کو سود لینے سے منع کر دیا گیا تھا،

⑪ (وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ)۔ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جانا۔

غرض یہ کہ اہل کتاب خصوصًا یہودی مختلف جرائم کے مرتکب تھے (وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اب ہم ان جرائم پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں:۔

① مندرجہ بالا گیارہ جرائم کی فہرست میں ان کا سب سے پہلا جرم یہ بتایا گیا کہ وہ عہد شکنی کرتے تھے۔ جو عہد ان سے لئے گئے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(البقرہ۔ ۶۳ و ۶۴)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا اس حالت میں کہ ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کر کے (مثل سائبان کے) کر دیا تھا اور تم سے کہا تھا کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُسے قوت کے ساتھ پکڑو اور جو (ہدایات) اس میں (لکھی ہوئی) ہیں انہیں یاد رکھو (ان پر عمل کرتے رہو) تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ پھر (ہوا یہ کہ) تم اس کے بعد اس عہد سے پھر گئے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

(النسآء۔ ۱۵۴)

اور (اے رسول) ہم نے ان سے عہد و پیمان لیتے وقت ان کے اوپر (کوہ) طور کو بلند کر دیا تھا، ہم نے ان سے کہا تھا دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا، ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ کے دن (حدود شرعی سے) تجاوز نہ کرنا، غرض یہ کہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا (لیکن انہوں نے اسے بھی توڑ ڈالا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۸۳ تا ۸۵)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا، والدین، اقرباء یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا، لوگوں سے اچھی بات کہنا، نماز کو قائم رکھنا، زکوٰۃ کو ادا کرتے رہنا تو (اے بنی اسرائیل) چند لوگوں کے علاوہ تم سب (اس عہد سے) پھر گئے اور (ابھی تک اس سے) روگردانی کر رہے ہو۔ اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو اس کے ملک سے نکالنا تو تم نے (ان باتوں کا اقرار کیا تھا اور تم بھی اس بات پر گواہ ہو۔ (اور اے بنی اسرائیل) پھر تم ہی ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو، اپنے میں سے بہت سے لوگوں کو ان کے وطن سے نکال دیتے ہو، ان پر گناہ اور ظلم کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو

(تم سمجھتے ہو کہ فدیہ دے کر نہ چھڑانا حرام ہے)
حالانکہ ان کو (ان کے ملک سے) نکالنا بھی
تو تم پر حرام ہے (ایک حرام کام سے پرہیز کرتے
ہو اور دوسرے حرام کو بے دھڑک کر گذرتے
ہو) تو کیا تم کتاب (الٰہی) کے بعض (احکام)
پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو (خبردار
ہو جاؤ) جو لوگ تم میں سے ایسا کام کریں ان
کے لئے اور کوئی بدلہ نہیں سوائے اس کے کہ دنیا
کی زندگی میں رسوائی نصیب ہوگی اور قیامت
کے دن اس سے بھی زیادہ سخت عذاب میں
مبتلا کئے جائیں گے (اور اے بنی اسرائیل
خبردار ہو جاؤ) جو عمل تم کر رہے ہو اللہ اس سے
غافل نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ
اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ
عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ
قٰسِيَةً، يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ
تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اور (اے ایمان والو، عبرت کے لئے اس بات
کو ذہن میں رکھو کہ) اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی
عہد و پیمان لیا تھا (پھر) ان ہی میں سے (ان پر)
بارہ سردار مقرر کئے تھے پھر اللہ نے (ان سے)
فرمایا تھا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر
تم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ دیتے رہے، میرے
رسولوں پر ایمان لائے ان کا ادب و احترام
کرتے رہے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہے تو
میں تمہارے گناہوں کو مٹا دونگا اور تمہیں ایسے
باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ
رہی ہیں پھر تم میں جس نے (اس وعظ و نصیحت)
کے بعد بھی کفر کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک
گیا۔ (انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو
ان کے عہد و پیمان کو توڑ دینے کی وجہ سے ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا
بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۱۲ تا ۱۴)

نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے ہیں اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا ہے اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور (اے ایمان والو) ہم نے ان لوگوں سے بھی جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں مضبوط عہد لیا تھا، (لیکن جب) انہوں نے بھی ان باتوں میں سے ایک (بہت بڑے) حصہ کو فراموش کر دیا تو ہم نے (بطور سزا کے) ان کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا اور عنقریب (قیامت کے دن) اللہ انہیں بتائے گا کہ انہوں نے (دنیا میں) کیا کیا عمل کیے تھے۔

الغرض اہل کتاب خصوصاً یہودیوں سے بہت سے عہد لئے گئے لیکن انہوں نے کسی عہد کو پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۰۰)

(ان کے فسق کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو گا کہ) ان لوگوں نے جب کبھی (اللہ سے) کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو (توڑ) پھینکا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر ان خود دو شبہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو ان کے عہد و پیمان یاد دلا رہا ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کریں اور اسلام قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

(البقرۃ - ۴۰ و ۴۱)

اے بنی اسرائیل، میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں اور اُس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا (اگر تم ایسا کروگے تو) میں اس عہد کو پورا کرونگا جو میں نے تم سے کیا تھا اور تم صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور (اے بنی اسرائیل) اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے (وہ ایسی کتاب ہے) جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے (سب سے) پہلے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور (اے بنی اسرائیل) تھوڑے فائدے کے خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو، اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(۲) دوسرا جرم اہل کتاب کا یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے ہے

(۳) تیسرا جرم ان کا یہ بتایا گیا کہ وہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۸۷)

جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن پر عمل کرنے کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم نے سرکشی کی (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا۔

(۴) چوتھا جرم ان کا یہ ہے کہ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، ان پر کسی کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے ان فخریہ کلموں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دلوں پر غلاف نہیں ہے بلکہ مہر ہے جو ان کی بدکرداری کی وجہ سے لگا دی گئی۔ وہ حق پوشی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں، اس وجہ سے انہیں حق نظر نہیں آتا یہ اپنے جواب پر فخر نہ کریں بلکہ اچھی طرح سن لیں کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۸۸)

اہل کتاب (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں (محفوظ) ہیں، (ان پر تمہارا رنگ نہیں چڑھ سکتا، نہیں بات یہ نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں) بلکہ ان کی (ہٹ دھرمی

اور) حق پوشی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے (یہ رحمت سے دور کر دئے گئے ہیں) یہی وجہ ہے کہ یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

(۵) پانچواں جرم ان کا عام کفر ہے مثلاً:۔

۱ | بعض انبیاء علیہم السلام کا انکار خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۰۱)

اور (اب) جبکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آگیا جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پس و پشت ڈال دیا (اور اب وہ ایسے ہو گئے) گویا انہیں معلوم ہی نہیں (کہ پس پشت کوئی چیز پڑی ہے)

۲ | جادو کرنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۰۲)

(اہل کتاب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ (جادو ٹونے کے) ان خرافات کے پیچھے لگ گئے جو خرافات کہ شیاطین سلیمان کے عہد حکومت کی طرف منسوب کر کے تلاوت کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے (کبھی جادو جیسے) کفر کا ارتکاب نہیں کیا یہ تو شیاطین ہی تھے جنہوں نے (جادو کر کے خود بھی) کفر کیا (اور اس کفر کو فروغ بھی دیا اور وہ اس طرح کے) انسانوں کو (بھی) جادو سکھانے لگے، (مزید برآں اہل کتاب اس علم سحر کے پیچھے بھی لگ گئے) جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔ یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے

تھے جب تک ان سے یہ نہ کہتے کہ ہم تو (تمہارے لئے ذریعۂ) امتحان و آزمائش ہیں لہذا (تم جادو سیکھ کر) کفر نہ کرو اور امتحان و آزمائش پر پورے اترجاؤ لیکن اہل کتاب ان کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے)، ان سے جادو کی وہ باتیں سیکھتے تھے جن کے ذریعے شوہر اور بیوی میں تفریق پیدا کر دیں، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر جادو کے ذریعے کسی کو (ذرا سا بھی) نقصان نہیں پہنچا سکتے بہر حال یہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے ایسی باتیں سیکھتے تھے جو انہیں نقصان پہنچائیں، فائدہ (کچھ) نہ پہنچائیں اور وہ (اچھی طرح) جانتے تھے کہ جو شخص جادو کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (اسکے باوجود وہ جادو کے کاروبار میں مشغول تھے) اور بے شک جس چیز کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بہت بری چیز ہے کاش انہیں اس بات کا علم ہوتا۔

۳ حضرت جبریل علیہ السلام سے دشمنی رکھنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

(البقرۃ - ۹۸)

(خبردار) جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا، جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو (ایسے) کافروں کا اللہ تعالےٰ دشمن ہے۔

۶ چھٹا جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مریم پر تہمت لگائی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝

(مریم ۲۷ و ۲۸)

پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں (قوم کے لوگوں نے) کہا اے مریم یہ تو تم نے (بہت ہی) برا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی۔

⑦ ساتواں جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی کوشش کی اور باوجود اس کے کہ وہ انہیں قتل نہیں کر سکے لیکن دعویٰ ان کا یہی ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ کسی رسول کو قتل کرنا اور پھر جسارت یہ کہ اس کو فخریہ طور پر بیان کرنا کتنا بڑا جرم ہے لیکن ان کو اس بات کا احساس تک نہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے لہٰذا وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالےٰ نے ان کے دعویٰ کو باطل قرار دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہودی نہیں قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے (وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) ہاں یہ ضرور ہوا کہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنا دی گئی، وہ اس شبیہ کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ (وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ) اور جو لوگ اس معاملہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ اس معاملہ میں محض شک میں پڑے ہوئے ہیں (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) انہیں علم تو کچھ ہے نہیں محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں صحیح علم تو صرف اللہ تعالےٰ کو ہے اور وہ خبر دیتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) بلکہ انہیں تو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا یعنی روح مع جسم کے اٹھائی گئی۔ اگر صرف روح اٹھائی جاتی اور جسم نیچے رہ جاتا تو پھر یہ تو موت ہوتی اور موت ہوتی تو پھر اُسے قتل ہی کہا جاتا اور یہودیوں کی تصدیق ہو جاتی کہ انہوں نے واقعی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور یہ ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ تو یہودیوں کی تردید فرما رہا ہے اور قتل کی نفی فرما رہا ہے لہٰذا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔

جب فعل "رفع" ہو فاعل اللہ تعالےٰ ہو، مفعول انسان ہو اور حرفِ جار اِلیٰ کے مجرور ضمیر کا مرجع اللہ تعالےٰ ہو تو پھر سوائے زندہ اٹھانے کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ مرتبہ کی بلندی کے لئے حرف جار نہیں آتا مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا

(الزخرف ۔ ۳۲)

اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے بلندی عطاء کی گئی ہے تاکہ ایک دوسرے کو (اپنا) خادم بنائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

(الاعراف ۔ ۱۷۶)

اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(المجادلۃ - ۱۱)

(اور) اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی عطا فرمائیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تعالےٰ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء بین السجدتین وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص ۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) یہ دعا پڑھتے تھے:۔ اللھم اغفرلی ..... یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میری حالت کی اصلاح فرما، میرا مرتبہ بلند کر مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ جب فعل "رفع" درجات کی بلندی کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ حرف جار "الیٰ" استعمال نہیں ہوتا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جب فعل "رفع" حرف جار کے ساتھ استعمال ہو تو معنی رفع درجات کے نہیں ہوتے بلکہ مفعول کو پورا کا پورا اٹھانا مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع "آسمانی" کا ایک اور جگہ ذکر فرمایا ہے اور وہاں بھی حرف جار "الیٰ" استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔

(اٰل عمران - ۵۵)

(اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا، اے عیسیٰ میں تمہیں پوری طرح لینے والا ہوں یعنی تمہیں (پورے جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم اطہر کے ساتھ اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ یہ چیز بہت تعجب خیز ہے لہذا فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اللہ تعالیٰ زبردست

وغالب اور حکمت والا ہے۔ وہ اپنے ارادے اور اپنے کام پر غالب ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے اس کے لئے یہ کام کچھ مشکل نہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت ہے بنا در الوقوع کاموں میں اللہ تعالےٰ کی خاص مصلحت ہوا کرتی ہے اور یہ ان نادر الوقوع کاموں میں سے ایک ہے۔

یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔

نوٹ:۔ عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں تفصیلی بحث انشاء اللہ سورۃ مریم کی تفسیر میں کی جائے گی۔

آگے فرمایا (وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس وقت جتنے بھی اہل کتاب ہوں گے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے سب عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت کے اس جزء سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت ابھی واقع نہیں ہوئی وہ ابھی زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسٰی ابن مریم علیہما السلام جزء ۱۲ ص ۲۰۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسٰی بن مریم جزء اول ص ۷۶)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے، سوروں کو قتل کر دیں گے، جزیہ ہٹا دیں گے ان کے زمانہ میں مال اتنا زیادہ ہوگا کہ بے گا کوئی اُسے قبول نہیں کرے گا۔ (مال کے بجائے لوگ عبادت کو ترجیح دیں گے) یہاں تک کہ (ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

میری امت کی ایک جماعت (کے لوگ) ہمیشہ حق پر جنگ کرتے رہیں گے اور قیامت تک غالب رہیں گے پھر عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے ان کا امیر کہے گا: آئیے ہمیں نماز پڑھائیے، وہ کہیں گے نہیں۔

اُمَرَآءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم جزء اول ص۷۷)

اللہ کی طرف سے یہ اس امت کا شرف ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر امیر ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَآءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ فَلَوْ تُرِكَ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فتح قسطنطنیہ جزء ۲ ص۵۵۵)

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا بدابق میں نہ اتریں، پھر مدینہ سے ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے گا یہ اس زمانے کے بہترین لوگ ہوں گے۔ پھر جب دونوں لشکر صف آرا ہو جائیں گے تو رومی کہیں گے تم لوگ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو قیدی بنایا۔ مسلمین کہیں گے: نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے لئے تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ پھر وہ سب (مل کر) لڑیں گے۔ ان میں سے تہائی بھاگ جائیں گے اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا، تہائی قتل ہو جائیں گے۔ یہ اللہ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے اور تہائی فتح یاب ہوں گے یہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے بالآخر وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے پھر اسی اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکا دیا ہوگا کہ ان میں شیطان چیخ کر کہے گا تمہارے بعد تمہارے اہل و عیال میں دجال آگیا۔ (یہ سنکر) مسلمین وہاں سے روانہ ہوں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ الغرض جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال خروج کرے گا۔ پھر اس اثناء میں کہ وہ جنگ کی تیاری میں ہوں گے

کر نماز کی اقامت ہوگی اور عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے وہ مسلمین (کے اصرار پر مسلمین) کی امامت کرینگے پھر جب اللہ کا دشمن (دجّال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر وہ اُسے چھوڑ دیں تو وہ گھلتے گھلتے خود ہی ہلاک ہو جائے لیکن اللہ اُسے عیسی (علیہ السلام) کے ہاتھ سے قتل کرائیگا پھر وہ مسلمین کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات تکون قبل الساعۃ جزء ۲ صـ۵۵۸)

اس حالت میں کہ ہم ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانک کر دیکھا آپ نے پوچھا تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ ہرگز قائم نہیں ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، دُخان (دھواں) دجال، دابۃ (الارض)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول، یاجوج وماجوج، تین (جگہ) زمین کا دھس جانا: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ ہو گی جو یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر ان کے جمع ہونے کی جگہ لے جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا پھر فرمایا:۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ

دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ دمشق کے مشرق

الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء۲ ص۵۷۲)

کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو ان کے سانس کی خوشبو پہنچے گی اسے زندہ رہنا حلال نہ ہوگا بلکہ وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پھر وہ دجال کی تلاش کریں گے تو اسے باب لُد پر پائیں گے پھر اسے قتل کردیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا (وَفِي رِوَايَةِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا) فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال جزء۲ ص۵۷۵ وباب ذکر الدجال جزء۲ ص۵۷۲)

دجال میری امت میں نکلے گا پھر وہ چالیس رہے گا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال (نواس بن سمعان کی روایت میں ہے کہ چالیس دن رہے گا) پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ ایسے ہوں گے گویا عروہ ابن مسعود ہیں۔ عیسیٰ اُسے تلاش کریں گے پھر اُسے مار ڈالیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں دشمنی نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ مَتٰى هِيَ فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ

جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اس رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے آپس میں قیامت کے متعلق مذاکرہ کیا

عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ فَسَأَلُوْا مُوْسٰى فَلَمْ يَكُنْ
عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ فَرَدُّوا الْحَدِيْثَ اِلٰى
عِيْسٰى فَقَالَ عَهِدَ اللّٰهُ اِلَيَّ فِيْهَا دُوْنَ
وَجْبَتِهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
ثُمَّ ذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ وَقَالَ فَاَهْبِطُ
فَاَقْتُلُهٗ (رواہ الحاکم فی کتاب الفتن
والملاحم باب من ذکرہ الانبیاء فی
امر الساعۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک
جزء ۴ ص۴۸۸ ورواہ ابن ماجۃ فی باب
فتنۃ الدجال وسندہ صحیح ابن
ماجۃ مع حاشیۃ السندی جزء ۲ ص۵۱۷)

کہ وہ کب ہوگی۔ انہوں نے ابراہیم سے ابتداء کی اور ان سے قیامت کے وقوع کے متعلق دریافت کیا لیکن ان کے پاس اس کا علم نہیں تھا، پھر انہوں نے موسیٰ سے پوچھا ان کے پاس بھی اس کا علم نہیں تھا بالآخر انہوں نے اس بات کو عیسیٰ کی طرف لوٹایا۔ عیسیٰ نے کہا: قیامت کا وقت بتائے بغیر اللہ نے مجھ سے قیامت کے سلسلہ میں (ایک) عہد لیا ہے۔ قیامت کے وقوع کا علم تو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا، پھر انہوں نے دجال کے خروج کا ذکر کیا اور کہا (وہ عہد جو اللہ نے مجھ سے لیا ہے وہ یہ ہے کہ) میں اتروں گا اور اسے قتل کروں گا۔

الغرض آیات زیر تفسیر اور مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو قتل ہوئے نہ انہیں پھانسی دی گئی بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں صحیح وسالم اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ وہ زندہ ہیں، قیامت کے قریب اتریں گے اور منجملہ اور فرائض کی ادائیگی کے دجال کو قتل کریں گے۔

جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے تو تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ قیامت کے دن ان کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

۸ آٹھواں جرم ان کا یہ تھا کہ شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں ٹال مٹول کرتے تھے مثلاً جب ان سے کہا گیا کہ ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے اس حکم کو ٹالنے کے لئے مختلف قسم کے سوال کئے جن کا ذکر سورۂ بقر کی آیات ۶۷ تا ۷۱ میں گذر چکا ہے۔ مزید برآں احکام الٰہی کو ٹالنے کے لئے وہ حیلوں سے کام لیا کرتے تھے۔ ہفتہ کے دن شکار کے سلسلہ میں ان کے حیلہ کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۶۵ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔ الغرض اس قسم کے جرائم کی سزا میں ان پر (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

(الانعام۔ ۱۴۷)

اور (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے بکری کی چربی بھی حرام کر دی تھی سوائے اس چربی کے جو اُن کی پیٹھوں پر یا اوجھڑی پر لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں۔

(وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا

۹ نواں جرم ان کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے۔

۱۰ دسواں جرم یہ تھا کہ سود کھاتے تھے اور

۱۱ گیارھواں جرم یہ تھا کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جایا کرتے تھے۔ ان جرموں کی سزا میں اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

اہل کتاب کے ان مجرم لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان نیک لوگوں کا بھی ذکر کیا جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ) اور اے رسول اہل کتاب میں سب ہی یکساں نہیں ہیں ان میں سے جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں وہ حق کو تسلیم کرتے ہیں وہ (وَالْمُؤْمِنُوْنَ) اور جو مومن ہیں وہ (يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے اتاری گئی، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کوئی عذاب نہیں ہوگا بلکہ (اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا) یہ تو وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں اجر عظیم ہے

عمل

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیجئے، کلمۂ شہادت پڑھ کر آپ نے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کیجئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہئے اور ہرگز اپنے عہد کو نہ توڑیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر نہ کیجئے، حق کے مقابلہ میں تکبر نہ کیجئے حق کا استہزاء نہ کیجئے بلکہ اسے تسلیم کیجئے۔

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھئے کہ حضرت مریم نہایت با عصمت خاتون تھیں، عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھا لیا گیا تھا ان کے دشمن ان پر قابو نہ پا سکے تھے وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور پھر ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو کسی بہانے سے حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کردہ چیزوں کو کسی حیلے سے حلال کیجئے

اے لوگو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے کسی کو نہ روکیئے جو شخص اسلام قبول کرتا ہے اُسے اسلام قبول کرنے دیجئے اُسے دھوکا دے کر فرقہ وارانہ مذاہب کی بھول بھلیوں میں نہ الجھائیے۔

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور ان تمام کتابوں پر ایمان لائیے جو اس سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھیئے۔ نماز پڑھتے رہیئے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا
بِهَا، وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ، إِنَّ فِى
ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾
فَـَٔاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ، ذَٰلِكَ خَيْرٌ
لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾
وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ
أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِندَ
اللَّهِ ۖ وَمَآ آتَيْتُم مِّن زَكَوٰةٍ
تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ہم لوگوں کو (اپنی) رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو یہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے سبب ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو (فوراً) ناامید ہو جاتے ہیں ﴿٣٦﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿٣٧﴾ (الغرض یہ مال و دولت اللہ کا دیا ہوا ہے) لہٰذا (اے رسول، اس میں سے) رشتہ داروں کو، مسکینوں کو اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہا کیجئے، یہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں (بہت) اچھا (کام) ہے اور ایسے ہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں ﴿٣٨﴾ اور (اے لوگو) جو سود تم اسلئے دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں زیادتی ہو تو اللہ کے نزدیک تو وہ زیادہ نہیں ہوتا اور جو زکوٰۃ تم

اللہ کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہو تو (وہ اللہ کے ہاں زیادہ ہو جاتی ہے) اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ (اپنے دئے ہوئے مال کو) کئی گنا کر لیتے ہیں ﴿۳۹﴾

معانی و مصادر

(یَقْنَطُوْنَ) قَنِطَ، یَقْنَطُ، قَنَطٌ (س) قَنَطَ، یَقْنُطُ، قُنُوْطٌ (ن وض) قَنُطَ، یَقْنُطُ، قَنَاطَةٌ (ک) ناامید ہو جانا۔

(اٰتٰی) اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ (باب افعال) دینا (اٰتٍ = دے)۔

(یَقْدِرُ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ (ن وض) قدر کرنا، تقسیم کرنا، تنگ کرنا۔

(رِبًا) (یَرْبُوْا) رَبَا، یَرْبُوْا، رِبَاءٌ وَرُبُوٌّ (ن) بڑھنا (رِبًا = زیادتی، سود، فضل)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا) اور (اے رسول) جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے (بہت خوش) ہوتے ہیں (وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ) اور اگر ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بے ایمان لوگوں کی ایک بری خصلت کا ذکر کیا ہے۔ وہ خصلت یہ ہے کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں، اتراتے ہیں اور جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو فوراً ناامید ہو جاتے ہیں اور ناشکری کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا، وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○ (الشوریٰ ۔ ۴۸)

اور (اے رسول) جب ہم کسی انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ (بہت) خوش ہوتا ہے اور اگر انسانوں کو ان کی بداعمالی کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (ناشکری کرنے لگتے ہیں) بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

ایمان والے ایسا نہیں کرتے بلکہ جب انہیں نعمت ملتی ہے تو شکر کرتے ہیں اور مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (صحیح مسلم

مؤمن کا بھی عجب حال ہے اس کا ہر کام اس کے لئے خیر (کا باعث) ہے۔ یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سوائے مؤمن کے۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اس میں

کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر جزء ۲ صـ ۵۹۶)

بھی اس کے لئے خیر ہے اگر اس کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے اس میں بھی اس کے لئے خیر ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں بداعمالی کی وجہ سے آتی ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ (الشوریٰ۔ ۳۰)

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے۔

آگے فرمایا (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

رزق کا کشادہ کرنا یا تنگ کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ کسی کے رزق میں فراخی کر دے اور کسی کے رزق میں تنگی کر دے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی داتا نہیں اور نہ کسی کے پاس رزق کے خزانے ہیں کہ وہ ان میں سے کسی کو کچھ دے سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (الشوریٰ۔ ۱۲)

آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اللہ کے قبضہ میں ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد اس طرح دعاء کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ؕ

ترجمہ:۔ اے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے ہاں کسی بزرگ شخص کی بزرگی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۳۹)

الغرض جب رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے اور اقرباء وغیرہ کو ان کے حقوق ادا کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہئے (فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ) لہٰذا (اے رسول) رشتہ دار کو اس کا حق دیتے رہا کیجئے اور مسکین اور مسافر کو بھی (ان کا حق دیتے رہا کیجئے) (ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) یہ ان لوگوں کے ہے جو اللہ کی رضاء کے طالب ہیں بہت اچھا ہے اور ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقرباء، مساکین اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کرنا نجات کا باعث ہے بشرطیکہ اس کام میں ان کی نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہو۔

آگے فرمایا (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ) اور جو سود تم اس لئے دیتے ہو کہ وہ سود لوگوں کے مال میں زیادتی (کا سبب) ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ نہیں ہوتا۔

سود دے کر یہ سمجھنا کہ ہم نے کسی انسان کو فائدہ پہنچایا، اس کے مال میں زیادتی کا سبب بنے، اس نے جو روپیہ قرض دے کر ہم پر احسان کیا تھا ہم نے اس احسان کا بدلہ دیا تو اس طرح دیا ہوا روپیہ باعث اجر نہیں ہوگا۔ قرض کے احسان کا بدلہ روپیہ کی صورت میں ادا کرنا سود ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ غریب آدمی قرض خواہ کے ساتھ ہمدردی کی نیت نہ کرے بلکہ قرضخواہ کو چاہئے کہ وہ غریب آدمی کے ساتھ ہمدردی کرے اور احسان کا بدلہ رقم کی صورت میں نہ لے اس لئے کہ اس طرح غریب آدمی کو اور زیادہ غریب بنانا ہے اور یہ ظلم ہے۔

آگے فرمایا (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ) البتہ اللہ کی رضاء جوئی کے لئے جو زکوٰۃ تم دیتے ہو تو (وہ اللہ کے ہاں بڑھتی ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) کئی گنا کر لیتے ہیں۔

جو مال اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کئی گنا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ	جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ،

فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ، وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۱)

(جب وہ زمین میں بویا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اُگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ بڑی وسعت والا ہے، (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور جاننے والا ہے (وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۵)

اور (اے رسول) جو لوگ اللہ کی رضاء جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ جیسی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو وہ دگنے پھل لائے، اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ وَ اِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ

جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے

حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا یقبل اللہ صدقہ من غلول جزء ۲ ص۱۳۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقہ من الکسب الطیب جزء اول ص۳۰۵ واللفظ للبخاری)۔

(فائدے کے) لئے اس کو پالتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچھیرا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو نعمتیں عطاء فرمائے تو اترائیے نہیں، اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجئے اور اگر آپ کے کسی گناہ کی وجہ سے آپ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو نا امید ہو کر نہ بیٹھ جائیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیئے اور معافی کی امید رکھیئے اور یہ یقین رکھیئے کہ فراخی اور تنگی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے نام دینے سے کوئی تنگی نہیں آئے گی۔ اقرباء مساکین اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جو کچھ آپ دیں وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے دیں اور جو رقم آپ قرض دیں تو اس کے بدلہ میں سود ہرگز نہ لیں۔